ٹرمپ اپنی صدارتی مدت کے خاتمے سے قبل مسئلہ صحرا کی فائل بند کرنے کے لیے وقت سے دوڑ لگا رہا ہے

تحریر: استاد مناجی محمد

(ترجمہ)

اقوامِ متحدہ نے 31 اکتوبر 2026 کی آدھی رات کو مغربی صحرا میں حقِ خودارادیت کے لیے قائم کردہ اپنے اس مشن (مینورسو - MINURSO) کا خاتمہ کر دیا، جسے 1991 میں سیز فائر (وقفِ فائر) کی نگرانی اور آزادی یا مراکش کے ساتھ الحاق کے ذریعے حقِ خودارادیت کا ریفرنڈم منعقد کرانے کے تصفیے کے منصوبے کے تحت تشکیل دیا گیا تھا۔ اگلے ہی روز اس علاقے سے مشن کی موجودگی کو مکمل طور پر ختم کرنے کی تمہید کے طور پر مشن کے اہلکاروں اور سامان کے انخلاء کا عمل شروع ہو گیا۔ یہ پیش رفت سلامتی کونسل میں امریکہ اور روس کے مابین اختلاف کے باعث مشن کی مدتِ کار میں توسیع کی کوشش میں ناکامی کے بعد سامنے آئی۔

"مینورسو" مشن کے خاتمے کو ٹرمپ کے دورِ حکومت میں مسئلہ صحرا کے حوالے سے امریکی پالیسی کی تبدیلی سے الگ تھلگ کر کے نہیں دیکھا جا سکتا، کیونکہ 10 دسمبر 2020 کو صحرا پر مراکش کی خودمختاری کا امریکی اعتراف اور ان کا یہ اعادہ کہ "ایک آزاد صحراوی ریاست کا قیام تنازع کے حل کے لیے کوئی حقیقت پسندانہ آپشن نہیں ہے اور مراکشی بالادستی کے تحت ایک حقیقی خودمختار حکومت ہی واحد ممکنہ حل ہے"، مسئلہ صحرا کے سیاسی فریم ورک اور اس کی فائل کے ڈھانچے کو بدلنے والا ایک فیصلہ کن موڑ ثابت ہوا۔

چنانچہ 35 سال بعد مینورسو مشن کے خاتمے کو محض امریکہ اور روس کی کشمکش کے نتیجے میں اقوامِ متحدہ کے مشن کا ایک انتظامی خاتمہ قرار نہیں دیا جا سکتا، بلکہ یہ اس امریکی سیاسی لائحہ عمل اور پالیسی کا حصہ ہے جس کا مقصد مسئلہ صحرا کو اس کے پرانے فارمولے (یعنی بین الاقوامی نگرانی میں حقِ خودارادیت کے ریفرنڈم کے ذریعے حل ہونے والے استعماری تنازع) کے ساتھ ہمیشہ کے لیے بند کرنا ہے۔ اسے ایک ایسے سیاسی تنازع کی شکل دے دی گئی ہے جس کا حل ایک ایسے مذاکراتی خودمختارانہ نظام میں مضمر ہے جس کے نتائج کا بنیادی ضامن خود امریکہ ہو گا، جبکہ اقوامِ متحدہ اور دیگر عالمی فریقوں کو پسِ پشت ڈال دیا گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسئلہ صحرا سے متعلق قراردادوں کے مسودے تیار کرنے میں اصل قلم امریکہ ہی کے ہاتھ میں ہے، اور ٹرمپ کا امریکہ اس پرانے فارمولے کو ختم کرنے اور مسئلہ صحرا کو ایک ایسے دوطرفہ سیاسی تنازع کے طور پر پیش کرنے کے لیے بھرپور زور لگا رہا ہے جس کی نگرانی وہ خود کرے تاکہ دیگر بین الاقوامی طاقتوں کا راستہ روکا جا سکے۔

امریکہ کے اسی منصوبے کے تحت سلامتی کونسل میں اس کی حالیہ پیش کردہ قرارداد بھی شامل تھی۔ 30 اکتوبر 2026 کو امریکہ نے سلامتی کونسل میں ایک مسودہ پیش کیا جس کا مقصد مینورسو کے سیاسی فریم ورک کو تبدیل کرنا، اس کے چارٹر سے حقِ خودارادیت کا خاتمہ کرنا، مشن کے نام سے "ریفرنڈم" کا لفظ حذف کر کے اس کا نام "مینوسو" رکھنا، حل کی بنیاد کے طور پر مراکش کی داخلی خودمختاری کی تجاویز کو اپنانا، اور مشن کی ازسرِ نو ساخت اور اس کے حجم میں کمی کرنا تھا۔ اور یہی بنیادی تبدیلیاں روس کی جانب سے ویٹو استعمال کرنے کا سبب بنیں۔

تاہم روسی ویٹو کو صرف حقِ خودارادیت کی پرانی شق کے دفاع تک محدود کر کے نہیں دیکھنا چاہیے، بلکہ یہ معاملہ بین الاقوامی سیاست کے انتظام و انصرام تک پھیلا ہوا ہے۔ امریکہ کی تیار کردہ قرارداد کا مقصد صرف مشن کی مدت میں توسیع یا اس کے چارٹر میں معمولی ترمیم نہیں تھا، بلکہ اس کے سیاسی فریم ورک، نام، ذمہ داری اور مقصد کو سرے سے تبدیل کرنا تھا۔ روس کے نزدیک یہ ان قواعد و ضوابط میں تبدیلی تھی جو بین الاقوامی اتفاقِ رائے سے طے پاتے ہیں، نہ کہ کسی ایسے یکطرفہ فیصلے کے تحت جو امریکہ زبردستی مسلط کر دے، اور یہی وہ نقطہ تھا جس نے روس کو شدت کے ساتھ احتجاج اور ویٹو پر مجبور کیا۔

35 سال بعد مینورسو مشن کا خاتمہ دراصل مسئلہ صحرا کے سیاسی ڈھانچے میں اس عظیم انقلاب کا نتیجہ ہے جو امریکہ کے موقف میں تبدیلی سے رونما ہوا ہے۔ آج اپنی صدارتی مدت کے خاتمے سے قبل ٹرمپ کی مسلسل کوشش

یہی ہے کہ مسئلہ صحرا کی فائل کو اس کی پرانی ہیئت پر بند کر دیا جائے تاکہ صحرا اور اس خطے میں اپنے سٹریٹجک مفادات حاصل کیے جا سکیں، اور وہ اس مذاکراتی خودمختاری کو اپنی ان تمام خواہشات کی چابی سمجھتے ہیں۔

مسئلہ صحرا کا معاملہ، امریکہ کے ہاتھ میں ،یورپ کے ساتھ استعماری کشمکش کے آلات میں سے ایک آلہ رہا ہے، حتیٰ کہ ٹرمپ انتظامیہ نے اپنے پہلے دورِ حکومت میں اس خطے میں نفوذ قائم کرنے اور اس فائل کو سنبھالنے کے لیے نیا طریقہ کار اپنایا، اور خودمختاری کی تجویز کو مراکشی صحرا کے ذریعے خطے میں سیاسی، اقتصادی اور فوجی نفوذ کا ذریعہ بنایا، جو ساحل اور افریقہ کا گیٹ وے اور بلادِ مغربِ اسلامی پر کھلنے والا وسیع دروازہ ہے۔ سیاسی طور پر اپنے اس قونصل خانے کے ذریعے جو بلادِ مغرب، ساحل اور جنوبی ساحل میں گرم استعماری فائلوں کی نگرانی کرے گا؛ اقتصادی طور پر اپنی استعماری کمپنیوں کے ذریعے جو اس کنواری زمین کی دولت کی لوٹ مار کی نگرانی کریں گی؛ اور فوجی طور پر افریقہ میں اپنی ملٹری کمانڈ "افریکوم" (AFRICOM) کے لیے مرکز قائم کر کے، نیز مراکش اور ہمسایہ ممالک میں سالانہ "افریقن لائن" مشقوں کے انعقاد کے ساتھ ساتھ، اس فائل کو ابراہیمی معاہدوں (Abraham Accords) میں استعمال کر کے جس کا مقصد مکمل سفارتی تعلقات کی استواری کے ذریعے اس خطے میں یہودی وجود کو ضم کرنا ہے۔

امریکہ کے اس اثر و نفوذ کے ابتدائی آثار ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں اور ان کے ساتھ ہی تباہی کے خطرے کی گھنٹیاں بھی بج رہی ہیں۔ امریکہ کے نائب وزیرِ خارجہ کرسٹوفر لینڈاؤ نے اعلان کیا کہ واشنگٹن کی جانب سے اپنے صحرا پر مراکش کی خودمختاری کے اعتراف کے تناظر میں امریکی حکومت نے مملکت کے جنوبی اضلاع میں امریکی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کا فیصلہ کیا ہے۔ حال ہی میں مراکشی صحرا نے تجارتی وفود کے دوروں اور واشنگٹن کی مدد سے امریکی کمپنیوں کی بڑھتی ہوئی دلچسپی اور سرمایہ کاری دیکھی ہے۔ رواں سال مراکش اور امریکی کمپنی "جے بی ایم ہولڈنگ" (JBM Holding) کے درمیان طانطان شہر میں تقریباً 8 ارب درہم مالیت کے ایک بڑے سرمایہ کاری کے معاہدے پر دستخط ہوئے، تاکہ سولر پینلز کی صنعت کے لیے پولی سلیکون کی پیداوار سے متعلق ایک صنعتی یونٹ قائم کیا جا سکے۔ اسی طرح بین الاقوامی اور مقامی رپورٹوں نے انکشاف کیا ہے کہ امریکی تجارتی وفود نے اس علاقے کا میدانی دورہ کیا ہے جس کے دوران انہوں نے کان کنی کے منصوبوں، متبادل و پاکیزہ توانائی، الداخلہ اٹلانٹک جیسی بڑی بندرگاہوں اور جنوبی مراکش کے بنیادی ڈھانچے کے سرمایہ کاری کے مواقع میں وسیع دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔

پھر ان سے بھی زیادہ خطرناک وہ فوجی اور سیکیورٹی معاہدے اور امریکی مراکز ہیں جنہیں مراکش، اس کے خطے اور پورے افریقہ میں امریکی استعمار کی نگرانی کے لیے مراکش کی سرزمین پر قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے (دفاعی تعاون کے لیے امریکی-مراکشی روڈ میپ 2026-2036)۔

پس مینورسو مشن کا خاتمہ یورپی طاقتوں کے تسلیم ہو جانے کے بعد صحرا کے گیٹ وے سے امریکی استعماری نفوذ کے ایک نئے مرحلے کی خبر دے رہا ہے (اسپین نے 2022 میں اور فرانس نے 2025 میں خودمختاری کی تجویز کی حمایت کا اعلان کیا تھا)، اور آج اقوامِ متحدہ اور اس سے وابستہ بین الاقوامی فریقوں کو ان کے بین الاقوامی آلے "مینورسو" سے محروم کر دیا گیا ہے، اور اس کے ساتھ ہی یہ معاملہ امریکہ کی خارجہ پالیسی کی ایک ایسی فائل بن کر رہ گیا ہے جسے وہ اپنے استعماری مفادات کی خاطر اپنی سفارت کاری کے ذریعے چلاتا ہے۔ امریکہ نے صحرا کی مراکشی حیثیت کے اپنے زہریلے اعتراف کے ذریعے مراکش اور اس کے صحرا میں اپنے خیمے گاڑ دیے ہیں اور آج وہ انہیں مزید مضبوط کرنے کے درپے ہے، جبکہ مراکش میں شرعی حکمرانی کا خلا اہلِ مراکش پر امریکی مستعمر کی نحست لایا ہے۔

یہاں ایک اہم نقطہ قابلِ ذکر ہے، اور وہ ہے پولساریو (Polisario) کا ردِ عمل، جو یورپ کے تسلیم ہونے اور خودمختاری کے حل کی حمایت کرنے والے برطانوی اثر و رسوخ سے مراکش اور الجزائر دونوں کے بندھے ہونے کے بعد امریکی دیوار سے جا ٹکرایا ہے، جس کی وجہ سے پولساریو کے لیے سیاسی جوڑ توڑ کی گنجائش بہت کم رہ گئی ہے۔ اور الجزائری حکومت کی جانب سے جارحانہ بیان بازی میں کمی کے بعد جنگ کے چھڑنے کا امکان بھی کم ہی نظر آتا ہے، البتہ سرحدی علاقے میں جھڑپوں اور کشیدگی کا امکان موجود ہے جسے امریکہ کی جانب سے مذمت اور قانونی جواز کی منسوخی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

یہ کفر پر مبنی مغربی استعمار ہے جو مسلمانوں کی سرزمین پر ٹوٹ پڑا ہے اور آپس میں دست و گریبان ہے، اور اگر اسلامی ریاست اور شرعی نظامِ حکومت کا خلا نہ ہوتا تو یہ تعفن زدہ استعماری صورتحال کبھی پیدا نہ ہوتی۔